MARCH 2006
ماہنامہ
حنا
بہار نمبر

ہر لمحہ کھلتے گلاب سا

مدیحہ تبسم

''مہدیہ تمہیں سر بلا رہے ہیں۔'' علینہ نے اپنی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے اسے اطلاع دی۔

''مجھے بلا رہے ہیں......؟'' اس کے تو چودہ طبق روشن ہوگئے۔

''ہاں۔ تو میں مذاق تھوڑی کر رہی ہوں۔''

''موڈ کیسا ہے ان کا......؟'' اس نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔

''میرے ساتھ تو اچھا تھا تمہارا پتہ نہیں۔'' وہ کندھے اچکا کر سامنے رکھے کالمز پڑھنے لگی۔

''بس میرے ساتھ ہی گفتگو کرتے وقت انگارے چباتے ہیں۔'' اس نے کلس کر سوچا جل تو جلال تو کا ورد کرتی اندر چلی گئی جو اسے دفتر کم اور قید خانہ زیادہ لگتا تھا۔

''یس سر۔'' دستک دے کر وہ اندر داخل ہو

ناولٹ

digest Novels Lovers group ❤❤

چکی تھی۔

''بیٹھیے پلیز۔'' وہ فائلوں میں سر گھسائے ہوئے تھا اسے دیکھ کر فائل بند کر دی اور مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ مہدیہ کو اپنا خون خشک ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

''مس مہدیہ فراز صاحبہ اگر آپ کی یادداشت کام کرتی ہو تو میں نے کل آپ سے کہا تھا کہ طیب کے ساتھ جا کر ڈاکٹر اعظم خان کا انٹرویو لے آیئے۔'' خاصے چبا چبا کر لفظ ادا کیے گئے تھے۔

''جی سر بالکل کہا تھا۔'' اس نے نہایت زور و شور سے سر ہلایا۔ (اب میں اتنی بھی بھلکڑ نہیں)۔

''ویری گڈ۔ تو پھر کہاں ہے وہ انٹرویو؟''

''سر...... وہ...... انٹرویو تو......'' وہ ایکدم بوکھلا گئی۔ یہ بات تو اس کے ذہن سے نکل ہی گئی تھی۔

''سر کل تو طیب ڈھائی بجے ہی چلا گیا تھا میں اس لیے نہیں جا سکی۔'' اسے ایک دم یاد آیا۔

''کیا آپ نے اسے بتایا تھا کہ ڈاکٹر اعظم

خان کے انٹرویو کے لئے جانا ہے یا آپ نے اسے جانے سے منع کیا تھا......؟'' وہ برہمی سے پوچھ رہا تھا۔

''وہ...... میں نے اسے بتایا تھا لیکن مجھے پتہ ہی نہیں چلا وہ کب گھر چلا گیا۔'' اس نے معصومیت سے کہا۔

''ماشاءاللہ۔ کہاں تو آپ کو یہ پتہ ہے کہ وہ ڈھائی بجے چلا گیا اور کہاں یہ ہی نہیں آپ کہ پتہ چل سکا تو وہ کب چلا گیا۔'' اس نے خاصے طنزیہ انداز میں کہا۔ مہدیہ کو اپنی شامت صاف نظر آ رہی تھی۔

''آپ مجھے بتایئے کہ آپ کب اپنے کام کے ساتھ سنئیر ہوں گی؟'' (یہاں سے چھوڑنے کے بعد)۔

''ناؤ یو آر ناٹ آ چائلڈ۔'' (جانتی ہوں میں لم ڈھینگ)۔ دل میں جواب دینا ضروری سمجھا۔

''اگر آپ اس طرح سستی کریں گی تو آپ کو دیکھ کر کوئی اور بھی اثر لے سکتا ہے۔'' (جی نہیں۔ ہر کوئی تمہاری طرح سڑا ہوا کریلا نہیں ہے)۔

''اب جایئے اور آپ کے ٹیبل پر جو آرٹیکل پڑے ہیں انہیں چیک کیجئے اور آئندہ احتیاط لازم ہے۔'' وہ دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گیا مہدیہ کو تو گویا قید سے رہائی ملی تھی۔

''سمجھتے کیا ہیں خود کو اکڑو خان۔ میری جگہ اگر ہانی ہوتی تو دو منٹ میں سیدھا کر دیتی موصوف کو۔'' اپنی ٹیبل کی طرف آتے ہوئے وہ مسلسل بڑبڑا رہی تھی اس کا پھولا ہوا منہ دیکھ کر علینہ کو بے اختیار ہنسی آ گئی۔

''مجھے تو کسی ہارر موی کے ہیرو لگتے ہیں۔ آدھے سے زیادہ خون خشک کر دیا میرا۔'' وہ دھپ سے کرسی پہ بیٹھی۔

''ہیرو تو وہ واقعی ہیں لیکن ہارر موی کے نہیں بلکہ رومانٹک موی کے۔'' علینہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہیں......؟'' اس نے آنکھیں پھاڑیں۔ رومینٹک موی......؟۔ ارے ایسا خشک رومانس تو کبھی محمد علی نے نہیں کیا ہوگا جیسا یہ کریں گے۔'' اس کی بات پر علینہ ہنستی چلی گئی۔

''ویسے بائی دا وے تمہاری سر سے اتنی کیوں لگتی ہے؟'' اس نے خاصے رازدارانہ لہجے میں پوچھا۔

''تمہاری جو بنتی ہے اپنی بولتی بند رکھو۔'' و جل کر رہ گئی۔

''آپ دونوں خواتین لڑتی ہیں رہیں گی یا کچھ کام بھی کریں گی۔'' بلآخر طیب کو مداخلت کرنا پڑی۔

''کام کیا خاک کروں سارا موڈ خراب کر دیا میرا اور یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے نہ تم کل گھر جاتے اور نہ مجھے ڈانٹ پڑتی اس ہٹلر سے۔'' آخری الفاظ منہ ہی میں ادا کئے گئے تھے طیب بیچارہ جز بز ہو کر رہ گیا۔ وہ سر جھٹک کر کام میں مشغول ہو گئی مبادا کہیں دوبارہ نہ پیشی ہو جائے۔

☆☆☆

''ہانی میرا دل کرتا ہے کہ میں یہ جاب چھوڑ دوں۔'' تنکا تنکا گھاس توڑتے ہوئے اس نے نہایت سنجیدگی سے کہا۔

''ہائیں...... ابھی تو تمہیں ایک ماہ نہیں ہوا۔ اتنی مشکلوں سے تو تمہیں اجازت دلوائی تھی تایا ابو سے ان کے سامنے تو بڑی بڑکیں مار رہی تھی میں جاب کر سکتی ہوں مجھے میں بڑا ٹیلنٹ ہے۔ اب کس ناک سے چھوڑو گی۔'' ہانیہ سے اسے گھر کا۔

''اسی ناک سے چھوڑوں گی اب جاب چھوڑنے کے لئے میں نئی ناک تو لگوانے سے رہی۔'' وہ چڑ کر بولی۔

''ہوا کیا ہے تمہیں؟ کل تک تو تمہارا

بوریت سے برا حال تھا۔" اس نے زچ ہو کر پوچھا۔

"ہونا کیا ہے وہ ہمارے جو باس ہیں ہلاکو خان کے جانشین۔ ہانی تم یقین کرو انہیں اور کوئی کام نہیں سوائے مجھے ڈانٹنے کے۔ جب فارغ ہوتے ہیں مجھے ڈانٹنا شروع کر دیتے ہیں قسم سے ہانی! اتنی ڈانٹ تو تمہیں بی۔اے میں فیل ہونے پر نہیں پڑی جتنی مجھے پچھلے چند ہفتوں میں پڑ چکی ہے۔" اس نے رونی صورت بنا کر کہا۔

"کس کی مجال ہے جو میرے ہوتے ہوئے تم پر انگلی اٹھائے۔" ہانیہ نے خاصے جوش سے کہا۔

"شان یا سعود کی طرح خالی بڑکیں مارنے سے بہتر ہے جیٹ لی کی طرح عملی کاروائی کرو۔"

"تم فکر نہ کرو ڈیئر کزن۔ اب دیکھنا کس طرح تمہارے باس کو سیدھا کرتی ہوں ایسے ایسے جادو ٹونے کروں گی کہ ہوش ٹھکانے آ جائیں گے موصوف کے۔" اس نے دلاسہ دیا مہدیہ نے اسے گھور کر دیکھا۔

"ان بکواسیات کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں تمہارے پاس کسی بنگالی بابا کی نانی۔"

"تو اور کیا کروں جس پہ تمہارے حسن کا جادو نہ چل سکا وہ مجھے کیا خاک گھاس ڈالے گا۔"

"چلو چھوڑو ان باتوں کو آؤ بیڈمنٹن کھیلتے ہیں میں ریکٹ لے کر آتی ہوں تم یہ ٹیبل اٹھا کر ادھر رکھو۔" ان نے لان کے وسط میں پڑے ہوئے ٹیبل کی طرف اشارہ کیا۔ مہدیہ سر ہلاتی ہوئی اٹھ گئی۔ ان کے برابر والا گھر پچھلے چند ماہ سے خالی تھا باہر برائے فروخت کا بورڈ لگا تھا۔ وہ دونوں اکثر اپنی دیوار پھاند کر وہاں چلی جاتیں۔ وہاں کا لان ان کے لان سے کافی بڑا تھا لہذا یہاں بڑے آرام سے وہ کبھی بیڈمنٹن کھیلتیں اور کبھی ماہم اور حمزہ کو بھی ساتھ لے جا کر کرکٹ کھیلتیں۔

اچھی کتابیں پڑھنے کی عادت ڈالیے

ابنِ انشاء

طنز و مزاح، سفرنامے

اردو کی آخری کتاب
آوارہ گرد کی ڈائری
دنیا گول ہے
ابنِ بطوطہ کے تعاقب میں
چلتے ہو تو چین کو چلیے

قدرت اللہ شہاب

یا خدا
ماں جی

بابائے اردو مولوی عبدالحق

قواعد اردو
انتخاب کلام میر

ڈاکٹر سید عبداللہ

مقامات اقبال
طیف غزل
طیف اقبال
طیف نثر

مکمل فہرست طلب کیجیے

لاہور اکیڈمی

۵۔۲۔ سرکلر روڈ
لاہور

وہ دونوں کھیل میں اس قدر محو تھیں کہ باہر نہ تو انہیں گاڑی رکنے کی آواز سنائی دی اور نہ ہی اس کا ہارن اور نہ ہی گیٹ کھلنے کی آواز۔

گیٹ سے اندر داخل ہوتے عمر معاذ نے بے حد حیران ہو کر سامنے بیڈمنٹن کھیلتی ہوئی لڑکیوں کو دیکھا۔ ریکٹ والا ہاتھ فضا میں بلند کرتی مہدیہ کی نظریں سامنے اٹھیں جہاں کوئی ہونق بنا کبھی اسے دیکھ رہا تھا اور کبھی ہانیہ کو۔'' مہدیہ کی نظروں کے تعاقب سے ہانیہ نے بھی پیچھے مڑ کر دیکھا۔

''اے مسٹر! یہ سامنے لگا ڈھائی من کا گیٹ تمہیں نظر نہیں آ رہا جو بغیر اجازت کے منہ اٹھائے بھاگے چلے آئے ہو اور اب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیا دیکھ رہے ہو کبھی خوبصورت لڑکیاں نہیں دیکھیں۔'' ہانیہ دائیں ہاتھ میں پکڑے ریکٹ کو بائیں ہاتھ پر مارتے ہوئے نہایت مالکانہ انداز میں بول رہی تھی۔

''ایں......'' اس کی بات عمر معاذ کو چونکا گئی اگلے ہی لمحے اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری۔

''یعنی الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔''

''کیا...... آ ......تم نے مجھے چور کہا۔'' وہ تپ ہی تو گئی۔

''نہیں...... کوتوال۔'' مقابل کی مسکراہٹ مزید گہری ہوگئی۔

''ہانی...... چھوڑو تم پتہ نہیں کون ہے۔'' مہدیہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے جانا چاہا۔

''میں ان جیسوں سے نمٹنا اچھی طرح جانتی ہوں۔ اس نے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔ دیکھیں مسٹر زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں اگر میں نے اپنے چوکیدار کو بلوا لیا تو وہ ایک منٹ میں تمہاری ہڈی پسلی ایک کر دے گا لہذا اپنی شکل گم کرو اور یہاں سے چلتے پھرتے نظر آؤ۔'' اب کی دفعہ لہجے میں سختی پیدا کرنے کی خاصی کوشش کی گئی تھی۔

''ہاؤ...... اس نے زور سے قہقہہ لگایا، سویٹ گرل چلوں پھروں گا تو میں یہاں صرف لیکن۔ اب ہر وقت تمہیں نظر آنا ذرا مشکل کام ہے۔'' وہ آنکھوں میں شوخ مسکراہٹ لئے سامنے کھڑی نازک لڑکی کو دیکھ کر بولا۔

''ہونہہ...... زیادہ خوش فہم ہونے کی ضرورت نہیں ہے ایسے بھی شہزادہ سلیم نہیں ہو تم۔'' ہانیہ کو غصہ ہی تو آ گیا۔

''چلو میں شہزادہ سلیم اور تم انارکلی۔ ٹھیک......؟ اس نے صلح جو انداز میں کہا۔

''تم......'' ہانیہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ریکٹ مار مار کر اس بدتمیز کا سر پھاڑ دیتی۔

''عمر میں باہر تمہارا انتظار کر رہا ہوں اور تم ہو کہ اندر آ کر بیٹھ گئے ہو۔'' گیٹ سے اندر آتے شخص کو دیکھ کر جہاں ایک دم مہدیہ کے چہرے کا رنگ اڑا تھا وہیں طٰہٰ معاذ نے بھی خاصی حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

''ہانی...... میرے باس طٰہٰ معاذ۔'' اس نے بے حد گھبرا کے ہانیہ کے کان میں سرگوشی کی۔

''واٹ......؟'' اس نے فوراً پیچھے مڑ کر دیکھا۔ سامنے کھڑے بے حد ڈیسنٹ اور سوبر سے بندے کو دیکھ کر ایک پل تو وہ خائف ہوئی لیکن اگلے ہی لمحے اسے مہدیہ سے کی گئیں ساری زیادتیاں یاد آنے لگیں۔

''اوہ...... تو آپ ہیں مہدیہ کے باس۔ جو ہر وقت اسے ڈانٹتے رہتے ہیں۔'' اس نے بغیر کسی لحاظ کے کہا۔

''آپ کی تعریف......؟'' طٰہٰ نے قدرے چونک کر اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''تعریف اس خدا کی جس نے انہیں بنایا۔'' جواب ہانیہ کی بجائے عمر کی طرف سے آ رہا تھا۔

''تم اپنی بولتی بند رکھو مسٹر، وہ تپ کر بولی

پھر طٰہٰ کی طرف متوجہ ہوئی، دیکھیں میری کزن نہایت معصوم ہے اگر بھی کبھار کوئی غلطی ہو بھی جائے تو آپ کو چاہیے کہ اسے نظر انداز کر دیں۔ لیکن نہ جی...... آپ تو ہر وقت تاک میں رہتے ہیں آپ نے دیکھا نہیں آپ کی جھاڑیں سن سن کر کیسی دبلی ہو گئی ہے۔ میں تو خود کسی دن آنے والی تھی آپ کے آفس۔ وہ تو شکر ہے کہ آپ یہیں مل گئے۔'' ہانیہ شروع ہو چکی تھی مہدیہ نے سٹپٹا کر اس کے پاؤں پر پاؤں مارتے ہوئے اسے خاموش رہنے کو کہا۔

''ویسے بائی دا وے آپ ان کی خالہ ہیں؟'' عمر کی زبان میں ایک مرتبہ پھر کھجلی ہوئی۔

''نہیں خالو۔'' اس نے خار کھائی نظروں سے اسے گھورا۔

''ارے نہیں۔ آپ کو خالو بننے کی ضرورت نہیں۔ ہم مل بانٹ کر رشتے بنا لیں گے۔'' اس نے دلچسپی سے اس کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھا اس سے پہلے کہ ہانیہ کوئی کرارا سا جواب دیتی حمزہ کا سر دیوار سے نظر آیا۔

''پھپھو۔ بابا جان آ گئے ہیں۔''

''اف مائی گاڈ۔'' ان دونوں نے ایک ساتھ کہا پھر تقریباً بھاگتی ہوئیں گیٹ کراس کر گئیں جبکہ عمر اور طٰہٰ ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے۔

☆☆☆

صبح حسب معمول افراتفری پھیلی ہوئی تھی بھابھی نے ماہم اور حمزہ کو سکول بھیجنے کے ساتھ ساتھ بھائی کو بھی آفس بھیجنا ہوتا۔ ہانیہ تو وین سے کالج جاتی جب کہ مہدیہ کو بابا ڈراپ کر دیتے۔

''ہانی۔ مجھے تو اب آفس جاتے ہوئے بھی ڈر لگ رہا ہے تم دیکھنا وہ سڑیل اب سارا غصہ مجھ پر ہی نکالے گا۔'' مہدیہ نے بال بناتے ہوئے اپنا خدشہ بیان کیا۔

''ارے اس کی ایسی کی تیسی۔ کل اگر تایا ابو نہ آتے تو میں نے اس کو اچھی طرح سبق سکھا کر آنا تھا ویسے یار اس بندے کی پرسنیلٹی میں اتنا وقار اور رعب ہے کہ ایک پل کو تو میں گھبرا گئی تھی۔'' ہانیہ نے سینڈل کے اسٹریپ بند کرتے ہوئے کہا۔

''پھر خود سوچو مجھ مسکین کا کیا حال ہوتا ہو گا۔ تم یقین کرو ہانی جب وہ ڈانٹتے ہیں تو درمیان میں سانس بھی نہیں لیتے۔'' مہدیہ کی بات پر وہ زور سے ہنسی۔

''ڈونٹ وری یار۔ میرا خیال ہے کہ وہ لوگ ادھر شفٹ ہو رہے ہیں کل دیکھا تھا کس طرح گاڑی میں سامان لدا ہوا تھا اور وہ جو دوسرا نمونہ تھا پورا خبیث لگ رہا تھا کیسے بڑھ بڑھ کر باتیں کر رہا تھا دل تو کر رہا تھا اسے کچا چبا جاؤں۔'' ہانیہ نے تصور میں ہی اسے شوٹ کرتے ہوئے کہا۔

''مہدیہ، ہانیہ جلدی آؤ ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔'' ماما آوازیں دے رہی تھیں انہوں نے اپنے اپنے بیگ اٹھائے اور نیچے کی طرف دوڑ لگا دی۔

بمشکل تمام وہ وقت پر آفس پہنچی تھی اندر ہی اندر اس کا دل پتے کی طرح لرز رہا تھا سارا دن وہ یہی سوچ کر ہولتی رہی کہ اب بلاوہ آیا کہ تب آیا۔ بریک ٹائم کے بعد وہ خاصا ایزی فیل کر رہی تھی۔ ''لگتا ہے بلا ٹل گئی۔'' اس نے سوچا۔ وہ زور و شور سے علینہ سے کرنٹ افیئرز پر بحث کر رہی تھی جب پیون نے آ کر جیسے اسے موت کا پیغام سنایا۔

''آپ کو سر آفس میں بلا رہے ہیں۔'' اس کا تو خون خشک ہو گیا۔ آج تو خیر نہیں زیادہ نہیں تو لگتا ہے دو چار تھپڑ تو رسید کر ہی دیں گے۔ دستک دینے سے پہلے اپنے اوسان بحال کیے۔

''یس۔'' وہ خاموشی سے چلتی سامنے رکھی

چیئر پر بیٹھ گئی طٰہٰ پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔

''آپ گھر جا کر میری شکایتیں کرتی رہتی ہیں؟'' چند ثانیے اس کو دیکھنے کے بعد وہ سخت لہجے میں گویا ہوا مہدیہ پر گھڑوں پانی آ گرا۔ دل ہی دل میں ہانی کو ہزار گالیوں، کوسوں سے نوازا۔

''آپ کا خیال ہے کہ آپ ڈانٹنے کا مجھے ذاتی طور پر بہت شوق ہے۔'' وہ قدرے اس کی طرف جھکا۔ خفت سے مہدیہ کا چہرہ سرخ ہو گیا طٰہٰ نے بغور اس کا جائزہ لیا۔ بلیک اور گرے کمبی نیشن کے سوٹ میں ہم رنگ بڑا سا دوپٹہ سلیقے سے اوڑھا گیا تھا۔ میک اپ سے مبرا بے داغ شفاف، اجلی رنگت، گہری براؤن آنکھیں جن پہ گھنیری پلکوں کی چلمن گرا لی گئی تھی۔ خفت سے سرخ پڑتا چہرہ اسے مزید دلکش بنا رہا تھا۔ طٰہٰ کے ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ ابھری۔ وہ کوئی سخت گیر قسم کا انسان نہیں تھا لیکن پتہ نہیں کیا بات تھی جب بھی وہ سامنے آتی اس کا رویہ خود بخود ہی سخت ہو جاتا شاید اس کا یہی روپ دیکھنے کے لئے۔ اب بھی اس نے نہایت دلچسپی سے اسے دیکھا۔ اس کی نظروں کو تپش سے مہدیہ کے چہرے کی سرخی میں مزید اضافہ ہوا تھا اور طٰہٰ کی دلچسپی میں۔ اس کی ہارٹ بیٹ کی رفتار پی۔ آئی۔ اے کے بوئنگ طیارے سے بھی بڑھ گئی تھی۔ ایک لمحے کے لئے طٰہٰ اپنے ارد گرد سے بے نیاز ہوا تھا۔

فون کی تیز بیل نے اس کی محویت کو توڑا۔ خود کو سرزنش کرتے ہوئے اس نے فون اٹھایا مہدیہ نے بے ساختہ پیشانی سے پسینہ صاف کیا۔ ڈرتے ڈرتے اس کی طرف دیکھا وہ مکمل طور پر فون کی جانب متوجہ تھا۔ واقعی بندہ تو ڈیشنگ اور اسمارٹ ہے لیکن ہے سڑا ہوا کریلا۔ ذرا سی شکل ہی کیا اچھی ہے موصوف سمجھتے نجانے کیا ہیں خود کو، طرم خان کہیں کا۔

''آپ اپنے خیالات کا اظہار با آواز بلند بھی کر سکتی ہیں۔'' وہ فون رکھ کر اس کی طرف متوجہ ہو چکا تھا مہدیہ کا جی چاہا فون سیٹ اٹھا کر اس کے سر میں دے مارے تا کہ کچھ تو عقل ٹھکانے آئے موصوف کی۔

''اب ذرا یہ بھی بتا دیجیے کہ اور کون کون سی باتیں آپ کو یہاں نا گوار گزرتی ہیں۔'' اس نے استہزائیہ انداز میں کہا۔

''نن...... نہیں سر...... آئم ساری۔ وہ تو ہانیہ کو ویسے ہی عادت ہے الٹا سیدھا ہانکنے کی۔'' بالآخر اسے اپنا دفاع کرنا پڑا۔ آپ کو کوئی بات بری لگی تو ایکسٹیریملی سوری۔'' ہمت کر کے اس نے کہہ ہی دیا۔

''اٹی وے میرا مقصد آپ کو ٹیز کرنا نہیں تھا۔'' انداز میں خاصی شان بے نیازی تھی مہدیہ کا دو ڈھائی کلو خون جل کر رہ گیا۔ (بالکل آپ نے تو مجھ پر گلاب کے پھول نچھاور کیے ہیں)۔

''او۔کے۔ ناؤ یو کن گو ان یور سیٹ۔ اور ہاں آئندہ ایسی باتوں سے احتراز کریں۔'' وہ دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ وہ جلتی بھنتی اپنی سیٹ پر آ گئی۔

''پڑوس میں نئے لوگ شفٹ ہوئے ہیں۔'' ڈنر کے دوران ماما انہیں بتا رہی تھیں مسز معاذ آج میرے پاس آئی تھیں۔ فی الحال تو وہ سامان سیٹ کر رہے ہیں ایک، دو دنوں میں رہائش بھی اختیار کر لیں گے۔ اچھی فیملی ہے دو بیٹے ہی ہیں پرسوں سنڈے ہے میں نے انہیں ڈنر کے لئے انوائیٹ کر لیا ہے۔'' پانی پیتی مہدیہ کو زبردست اچھولگا تھا۔

''شکر ہے یہاں بھی کوئی آیا۔ اچھا کیا جو آپ نے انہیں انوائیٹ کر لیا۔'' بریانی سے انصاف کرتی بھابھی نے اظہار خیال کیا۔

''اور آپ دونوں بھی سنڈے والے دن

گھر پر ہی رہے گا۔'' ماما اب بابا جان اور بھائی سے مخاطب تھیں دونوں نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ماما اور بھابھی تو ابھی سے مینو تیار کرنے لگ گئیں وہ دونوں جی بھر کے بد مزہ ہوتیں اپنے کمرے میں آ گئیں۔

''ہانی اگر ان دونوں نے بابا جان سے ہماری شکایت کر دی تو پھر.......؟'' مہدیہ کو نیا خدشہ لاحق ہوا۔

''تو کر دیں۔ ہم مانیں گے ہی نہیں۔ میں تو صاف مکر جاؤں گی۔'' ہانیہ نے کان سے مکھی اڑائی۔

''تم تو مکر جاؤ گی میرا کیا بنے گا پتہ ہے آج اس نواب زادے نے میری اتنی بے عزتی کی ہے۔'' اور ساتھ ہی اس نے ساری روداد اسے سنادی۔

''کیا ......آ......؟ اس کی اتنی جرأت؟'' ہانیہ کا تو پارہ ہائی ہو گیا۔ اس کو تو میں مزہ چکھاؤں گی۔ پرسوں آ رہے ہیں موصوف ڈنر پہ سیدھا کر کے رکھ دوں گی۔''

''مثلاً کیا کرو گی تم......؟''

''جمال گھوٹا کھانے میں ملا کر کھلا دوں گی اور وہ جو دوسرا باگڑ بلا ہے اسے تو دل کرتا ہے نیلا تھوتھا ہی کھلا دوں۔'' اس کے انداز پہ مہدیہ کو ہنسی آ گئی۔

''اگر تمہارے نیک ارادوں کی خبر بابا جان کو ہو جائے تو خیر نہیں۔''

''آئے...... ہائے، وہ دھپ سے بیڈ پر بیٹھی، یہی تو مصیبت ہے خیر دیکھی جائے گی فی الحال تو تم یہ ٹیوب لائیٹ آف کر دو نیند آ رہی ہے۔''

''سست الوجود کبھی پڑھ بھی لیا کرو یا پھر انگلش میں سپلی لینے کا ارادہ ہے۔'' مہدیہ نے اسے لتاڑا۔

''سپلی آ جائے گی تو پھر کیا ہے کبھی نہ کبھی تو بی۔ اے کلیئر ہو ہی جائے گا۔'' لاپرواہی سے کہتی وہ سونے لیٹ گئی مہدیہ نے اسے گھورا پھر خود بھی لائیٹ آف کر کے لیٹ گئی۔ البتہ سونے سے پہلے دو ڈارک گرے نگاہوں کی تپش اسے بری طرح ڈسٹرب کر گئی تھی۔

چھٹی کا دن نہایت مصروف گزرا تھا ڈسٹنگ وغیرہ سے فارغ ہوئے ہی بھابھی تو کچن میں گھس گئیں کہ ڈنر کے لئے اہتمام کرنا تھا سدا کی کام چور ہانیہ نے ،کل میرا ٹیسٹ ہے، کہہ کر جان چھڑ والی تھی لہذا مہدیہ کو ہی بھابھی کی ہیلپ کرنی پڑی۔ شکر تھا کہ ان کی آمد سے پہلے تمام چیزیں تیار تھیں وہ سلاد بنا رہی تھی جب باہر سے آوازیں آنے لگیں۔

''مہدیہ بریانی دم پر ہے اسے ذرا دیکھ لینا اور ہانیہ سے کہو اب نیچے آ جائے بہت ہو چکی پڑھائی۔'' بھابھی تیز تیز لہجے میں ہدایت دیتیں باہر نکل گئیں۔

''ہو گئی تیاری مکمل......؟'' ہانیہ نے کچن میں جھانکا۔

''ہاں اور اگر تمہارا بھی نام نہاد ٹیسٹ تیار ہو گیا ہو تو تم بھی آ جاؤ۔'' وہ ہنستے ہوئے سلاد کے پتے کھانے لگی۔

''یار یہ کچن کا جھنجھٹ میرے بس کا روگ نہیں اسی لئے تو ملتان چھوڑ کر لاہور بھاگ آئی ہوں۔''

''اگر تمہارے سسرال میں درجن بھر لوگ ہوئے ناں تو پھر سر پیٹتی رہ جانا۔'' مہدیہ نے ڈرایا۔

''تو پرابلم میں اپنے کسی جیٹھ یا دیور سے تمہاری شادی کروا دوں گی۔'' اس نے فوراً حل پیش کیا۔

''مرو تم ذلیل۔'' مہدیہ نے اسے دھپ رسید کی۔

''ماما تم دونوں کو اندر بلا رہی ہیں۔'' بھابھی نے اندر آتے اطلاع دی۔

''ہائے ہانی، میرے باس بھی آئے ہوں گے۔'' مہدیہ کا تو رنگ اڑ گیا۔

''الو کی پٹھی یہ تمہارے باس کا آفس نہیں تمہارے باپ کا گھر ہے کوئی ضرورت نہیں ہے ڈرنے کی۔'' وہ اسے کھینچتے ہوئے ڈرائنگ روم میں لے آئی طٰہٰ اور عمر نے چونک کر ان دونوں کی طرف دیکھا۔

''یہ میری بھتیجی ہے ہانیہ ملتان سے آئی ہے پڑھائی کے سلسلے میں، ماما ثانیہ آنٹی سے تعارف کروا رہی تھیں اور یہ میری بیٹی مہدیہ ایم۔اے جرنلزم کے بعد ایک میگزین میں جاب کر رہی ہے۔'' وہ دونوں سب کو مشترکہ سلام کر کے صوفے پر بیٹھ گئیں۔

''اچھا تو مہدیہ بیٹی طٰہٰ کے آفس میں جاب کرتی ہے۔'' معاذ انکل خوش دلی سے کہہ رہے تھے غالباً وہ سب نہ صرف ایک دوسرے کو تعارف حاصل کر چکے تھے بلکہ غائبانہ ان کا تعارف بھی کروا چکے تھے۔ مہدیہ صرف مسکرا کر رہ گئی۔

''لگتا ہے آپ سے پہلے بھی کہیں ملاقات ہوئی ہے۔'' عمر نے قریب بیٹھنے کا فائدہ اٹھایا۔

''جی بالکل۔ عالم برزخ میں پہلے بھی دیکھ چکی ہوں آپ کو۔'' ہانیہ نے نہایت جل کر جواب دیا۔

''آپ وہاں مجھ سے ملنے گئی تھیں......؟'' تجسس بھرے لہجے میں دریافت کیا گیا۔

''نہیں میں تو یہ التجا کرنے گئی تھی آپ سے کہ برائے مہربانی اب دوبارہ زمین پر آنے کی زحمت مت کیجئے گا۔''

''ارے۔ رے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ زمین پر رہیں اور ہم عالم برزخ میں۔'' وہ دائیں بائیں سر ہلانے لگا۔ اتنے میں کھانا لگ چکا تھا وہ سب ڈائننگ روم میں آ گئے ثانیہ آنٹی نے اپنے برابر مہدیہ کو بٹھایا یہ الگ بات کے عین سامنے والی چیئر پہ طٰہٰ براجمان تھا نوالے مہدیہ کے حلق میں اٹکنے لگے۔ نجانے کیوں اس شخص کی موجودگی میں وہ ان ایزی فیل کرتی تھی۔

''طٰہٰ یہ کباب ٹیسٹ کرو مہدیہ نے بنائے ہیں۔'' ماما اسے کباب پیش کر رہی تھیں اس نے ایک اچٹتی نظر کنفیوزڈ سی مہدیہ پر ڈالی اور کباب اٹھا لیا۔

''ہانیہ کون سے سبجیکٹ پڑھ رہی ہے۔'' یونہی باتوں کے دوران ثانیہ آنٹی نے پوچھا تو عمر کے کان فوراً کھڑے ہوئے پانی پیتی ہانیہ کے حلق میں ڈھیروں کونین گھل گئی۔ (یہ منحوس سوال ضرور کرنا تھا)۔

''بھئی ہماری ہانیہ ہر سبجیکٹ پڑھ لیتی ہے سوائے انگلش کے۔'' حسن بھائی ہنستے ہوئے بولے۔

''آپ کو پتہ ہے پچھلے سال ہانیہ پھپھو کی انگلش میں سپلی آئی تھی۔'' حمزہ نہایت مزے سے کہہ رہا تھا۔

''بس ذرا سی انگلش ویک ہے ہانیہ کی اور پچھلے سال ہمیں کوئی مناسب ٹیوٹیر بھی نہیں ملا'' بھابھی نے اس کا دفاع کیا۔

''یہ تو کوئی مسئلہ نہیں عمر کا ماسٹرز ان انگلش [illegible] کس دن کام آئے گا ہانیہ بیٹا عمر آپ کو ٹائم دے دیا کرے گا کیوں عمر......؟'' معاذ انکل نے تجویز پیش کرتے ہوئے عمر سے پوچھا۔

''وائے ناٹ۔ اٹس مائی پلیژر۔'' ہانیہ کی کڑواہٹ میں کئی گنا اضافہ ہوا تھا ماما البتہ خوش تھیں۔

''بھئی چائے اب مہدیہ بنائے گی کیونکہ یہ اتنی زبردست چائے بناتی ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا بندہ چائے بنانے کی ہمت نہیں کر سکتا۔'' بھابھی نے برتن سمیٹتے ہوئے کہا [illegible] دھیرے سے مسکراتی ہوئی کھڑی ہو گئی ڈنر کے

بعد سب سٹنگ روم میں آ گئے تھے مرد حضرات تو بزنس کو ڈسکس کر رہے تھے جب کہ خواتین حسب عادت فیشن پر تبصرہ کر رہی تھیں۔

''سر شوگر کتنی لیں گے آپ......؟'' سب کو چائے سرو کرنے کے بعد وہ طٰہٰ سے مخاطب ہوئی۔

''ارے سر اور باس ہوں گے اپنے آفس میں، یہاں تو ہمارے مہمان ہیں اور اب پڑوسی بھی، میں ٹھیک کہہ رہی ہوں ناں......؟'' ہانیہ نے پہلے اسے ٹوکا پھر طٰہٰ سے رائے مانگی۔

''بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔'' وہ خوشدلی سے بولا پھر مہدیہ کی طرف دیکھا جو اس کے جواب کی منتظر تھی۔

''ایک چمچ۔'' اس نے چائے کا کپ اسے پکڑایا اور اپنا کپ لے کر ہانیہ کے برابر بیٹھ گئی۔

''ایک بات تو بتائیں طٰہٰ صاحب، ہانیہ نے چائے کا سپ لیتے ہوئے کہا، اس دن میں نے آپ کو ذرا سی دو باتیں کیا منا دیں آپ سے برداشت نہ ہوئیں فوراً جھاڑ کے رکھ دیا بیچاری بچی کو اور خود جو دو دو گھنٹے ڈانٹتے رہتے ہیں درمیان میں سانس بھی نہیں لیتے تو ذرا سوچیے ایسے میں مہدیہ کے دل پر......اف......آ......'' مہدیہ نے اس زور سے اس کا پاؤں دبایا کہ اس کے ہاتھ سے چائے کا کپ چھلک گیا۔

''ہانی کی بچی بند رکھ اپنی زبان۔'' اس کی بڑبڑاہٹ طٰہٰ نے سن لی تھی لبوں پر امڈ آنے والی بے ساختہ مسکراہٹ کو اس نے بمشکل روکا۔

''دوسروں سے وکالت کرانے سے بہتر ہے کہ اپنا کیس خود لڑا جائے۔'' اس نے مہدیہ پہ نظریں جماتے ہوئے کہا۔

''سر میں نے تو ہانی سے کچھ نہیں کہا۔'' وہ گڑبڑاتے ہوئے بولی۔

''اف اللہ آپ تو بالکل ظالم و جابر حکمرانوں کی طرح رعب ڈالتے ہیں۔'' ہانیہ کی بات پر وہ زور سے ہنسا مہدیہ نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔ (یہ ہنستا بھی ہے......؟)۔

''بھئی چائے تو واقعی مزے کی تھی اب ہمیں اجازت دیجیے۔'' ثانیہ آنٹی مشکور سی کھڑی تھیں۔

''کل سے پڑھنے کے لئے تیار رہنا۔'' جاتے ہوئے عمر اس سے مخاطب تھا۔

''تم سے پڑھنے آئی ہے میری جوتی۔'' وہ بغیر کسی لحاظ کے منہ پھاڑ کے بولی۔

''ظاہر ہے اب تم جوتی کے بغیر تو آنے سے رہی۔'' وہ کون سا کسی سے کم تھا۔ ہانیہ نے کینہ توز نظروں سے اسے گھورا۔ ''دیکھ مگر پیار سے''۔ وہ شرارت سے گویا ہوا اس سے پہلے کہ ہانیہ اسے نظروں ہی میں چبا جاتی وہ باہر کی طرف لپکا جب کہ وہ غصے سے بل کھا کر رہ گئی۔

☆☆☆

''میں نہایت فرینک ماحول میں پڑھاؤں گا جو بات سمجھ میں نہ آئے تم فرینڈلی مجھ سے پوچھ سکتی ہو چونکہ تم میری پہلی شاگرد ہو اس لئے میں ایک اچھا استاد بننے کی پوری کوشش کروں گا۔'' پہلی دفعہ وہ کچھ انسانوں والے لہجے میں بات کر رہا تھا ہانیہ کو کچھ اطمینان ہو ورنہ اس کا تو ہرگز کوئی ارادہ نہیں تھا پڑھنے کا اور عمر معاذ سے تو بالکل بھی نہیں۔ وہ تو تایا ابو کے ڈر کی وجہ سے آ گئی تھی جو آج گھر پہ ہی تھے۔

''ویسے انگلش میں کون سی چیز مشکل لگتی ہے تمہیں؟''

''مجھے انگلش ساری کی ساری ہی مشکل اور بکواس لگتی ہے۔'' وہ برا سا منہ بنا کر بولی عمر مسکرا دیا۔

''میٹرک میں تمہارے انگلش میں کتنے مارکس تھے؟''

''فورٹی تھری۔''

''الف۔اے۔میں......؟''

''سیونٹی ٹو۔''

''ماشاء اللہ بڑا شاندار رزلٹ ہے۔'' وہ شاید طنز کررہا تھا کم از کم ہانیہ کوتو یہ ہی لگا۔

''میں یہاں پڑھنے آئی ہوں نہ کہ گڑھے مردے اکھاڑنے۔'' اس نے رکھائی سے کہا وہ ہنسنے لگا۔

''چلو پھر پڑھائی شروع کرتے ہیں۔ ٹینسز Tenses آتے ہیں......؟'' وہ سنجیدہ ہوا۔

''اب اتنی بھی نالائق نہیں کہ Tenses ہی نہ آتے ہوں۔'' اس پہلی دفعہ کچھ اترانے کا موقع ملا۔

''ٹیسٹ لےلوں......؟''

''وائے ناٹ۔''

''او۔کے پھر ٹرانسلیٹ کرو۔درزی نہایت مہارت کے ساتھ کپڑے دھوتا ہے۔''

''ہیں......؟'' اس نے ہونقوں کی طرح اس کی شکل دیکھی پھر منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسے گئی۔

''ایکسکیوزمی سر۔درزی کپڑے دھوتا نہیں بلکہ سیتا ہے۔'' نہایت مدبرانہ انداز میں تصحیح کی گئی۔

''کیوں یہ کہاں پر لکھا ہے کہ درزی ہمیشہ کپڑے ہی سیئے گا اور دھوبی ہمیشہ کپڑے ہی دھوئے گا۔''

''ظاہر ہے جوان کا پیشہ ہے وہی کام کریں گے۔'' اس نے لاپرواہی سے کہا۔

''لیکن وہ انسان بھی تو ہیں ناں اور انسان ہونے کے ناتے وہ ہر کام کرسکتے ہیں۔'' وہ اپنے موقف پر ڈٹا رہا۔

''آئی ڈیم کیئر۔میری بلا سے دھوبی سے کپڑے دھلواؤ، سلواؤ، پریس کرواؤ، مجھے کسی دھوبی درزی سے کوئی سروکار نہیں مجھے صرف بی اے کی انگلش پڑھنی ہے۔'' اس نے بحث سے اکتا کر کہا۔

''دھوبی، درزی سے بے شک کوئی سروکار نہیں مجھ سے تو سروکار ہے ناں؟'' آگے جھک کر معنی خیز لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب......؟'' اس نے چونک کر اس کی سمت دیکھا۔

''مطلب پھر کبھی سمجھاؤں گا۔فی الحال تو تم صرف پڑھائی ہی کرلو۔'' وہ ایک دم سے بات بدل گیا۔

''ہاں میں بھی تو پڑھنے ہی آئی ہوں کوئی راگ بھیرویں سیکھنے نہیں آئی۔'' اس نے چڑتے ہوئے کہا تو وہ ہنسنے لگا۔

''راگ بھیرویں بھی سکھا دوں گا۔فکر نہ کرو۔لاؤ پہلے اپنی کتاب تو دو۔'' ہانیہ نے کتاب اسے پکڑا دی تو وہ واقعی سنجیدگی کا لبادہ اوڑھ کر اسے پڑھانے لگا دیکھنے میں وہ جس قدر لاابالی اور شوخ تھا پڑھانے کا انداز اسی قدر متانت اور سنجیدگی لئے ہوئے تھا۔ہانیہ کو دل سے قائل ہونا پڑا۔ورنہ جس نیت سے وہ آج آئی تھی اس کا ارادہ ہرگز نہیں تھا کہ مزید اس سے پڑھے گی۔آج تو وہ صرف تایا جان کے ڈر کی وجہ سے آگئی تھی لیکن اب اسے اپنا ارادہ بدلنا پڑا آخر کو اس نے بی۔اے بھی تو کلیئر کرنا تھا۔

☆☆☆

آنٹی ثانیہ کی طبیعت خراب تھی وہ ماما کے ساتھ ان کی عیادت کے لئے آئی تھی۔

''آنٹی آپ بالکل بھی اپنی کیئر نہیں کرتیں۔دیکھیں تو کتنی ویک ہورہی ہیں آپ۔'' مہد یہ انہیں دیکھتے ہی پریشان ہوگئی۔

''نہیں بیٹا! اب تو کافی بہتر ہوں۔'' وہ اسے پریشان دیکھ کر مسکرائیں۔

''خاک بہتر ہیں برسوں کی بیمار لگ رہی ہو۔بس اب تم نے بالکل بھی بستر سے نیچے نہیں اترنا۔مکمل بیڈ ریسٹ کرو۔'' ماما پیار سے ڈانٹتے

ہوئے کہہ رہی تھیں۔

''بیڈ ریسٹ کیسے کروں۔ میری کون سا کوئی بیٹی ہے جو کھانا وغیرہ بنا لے۔ تین دن تو ہو گئے ہیں بازار سے کھانا لاتے ہوئے۔ ان باپ بیٹوں کا تو اب جی اوب گیا ہو گا۔ میں سوچ رہی تھیں آج کچھ گھر پہ ہی پکا لوں۔'' وہ ٹھہر ٹھہر کر بول رہی تھیں۔

''بھئی مہد یہ اور ہانیہ بھی تو تمہاری بیٹیاں ہیں۔ پڑوسیوں کے بھی کچھ حقوق ہوتے ہیں اور تم اتنی بیماری میں کیوں پکاؤ۔ یہ مہد یہ ہے ناں۔ شام کا کھانا بنا دے گی۔'' ماما نہایت اپنائیت سے کہہ رہی تھیں۔

''جی آنٹی۔ آپ بالکل فکر نہ کریں۔ جب تک آپ مکمل طور پر صحت یاب نہیں ہوتیں میں آپ کا کھانا بنا دیا کروں گی۔'' اس نے بھی جھٹ اپنی خدمات پیش کیں کہ نرم دل تو سدا کی تھی۔

''آپ لوگ اتنے اچھے ہیں کہ میرے پاس تعریف کے لئے الفاظ نہیں۔'' وہ اتنی تعریف پہ نہال ہو گئیں مہد یہ ان سے کھانے کا مینو پوچھ کر کچن میں آ گئی۔ ماما تھوڑی دیر بعد واپس چلی گئی تھیں۔ سالن بنانے کے بعد اس نے آٹا گوندھ کر روٹیاں ڈال لیں۔ یہ شکر تھا کہ کبابوں کا تیار مصالحہ فریج میں پڑا تھا۔ کباب فرائی کرنے میں اسے دس، پندرہ منٹ ہی لگے تھے۔

''ایک کپ چائے مل سکتی ہے؟'' وہ سلاد بنانے میں مصروف تھی جب طٰہٰ نے اسے کچن میں آ کر کہا۔ وہ ایک دم چونک کر مڑی۔ وہ سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا مہد یہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کیتلی میں پانی ڈال کر برنر پر رکھا اور اس کی حیرت کی انتہا اس وقت نہ رہی جب وہ کچن میں رکھی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا اور آرام سے چائے بننے کا انتظار کرنے لگا۔

''یا اللہ! یہ اتنا نرم لہجہ وہ بھی بغیر کلف لگا ہوا کہیں قیامت تو قریب نہیں۔'' مہد یہ کا تو دل ہولنے لگا۔

''سر...... چائے......'' وہ اپنی کسی سوچ میں گم تھا ایک دم چونکا۔ ہمیشہ کے سوٹڈ بوٹڈ حلیے کی بجائے وہ سفید کرتا شلوار اور پشاوری چپل پہنے گھریلو حلیے میں بھی نہایت جاذب نظر لگ رہا تھا مہد یہ نے فوراً سے پیشتر نگاہیں جھکا لیں۔

''بیٹھ جاؤ۔'' اس نے نرم لہجے میں کہا۔

''نہیں سر اب میں چلتی ہوں دیر ہو رہی ہے۔'' اس نے شائستہ انداز میں معذرت کی۔

''بیٹھ جاؤ میں چھوڑ آتا ہوں۔'' اب کی دفعہ بارعب لہجے میں کہا گیا وہ فوراً بیٹھ گئی طٰہٰ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''بہت ڈرتی ہو مجھ سے......؟'' وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

''کیوں آپ ڈریکولا ہیں جو میں آپ سے ڈروں گی۔'' اس کی بات پر وہ زور سے ہنسا۔

''تھینک گاڈ بولیں تو۔ ٹھیک ہے میں تمہارا باس ہوں لیکن وہ تو آفس میں ہوں یہاں تو ہم فرینڈلی بات کر سکتے ہیں اور جب تم مجھے سر سر کہہ کر بلاتی ہو تو مجھے ایسے لگتا ہے جیسے میں گھر میں نہیں بلکہ آفس میں بیٹھا ہوں۔'' مہد یہ بے ہوش ہوتے ہوتے بچی۔ اتنا بے تکلف لہجہ اور انداز نہایت اپنائیت لئے ہوئے تھا۔ یقیناً یہ اپنے حواسوں میں نہیں ہیں۔

''آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے سر...... میرا مطلب ہے طٰہٰ......نن نہیں شاید یہ بھی نہیں۔'' وہ اس کا نام لیتے ہوئے بوکھلا گئی۔

''دیکھو مہد یہ بعض اوقات ہمیں ادارے کا ماحول مین ٹین رکھنے کے لئے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے اگر میں آفس میں ہر کسی سے ہر معاملے میں نرمی برتتا چلا جاؤں تو پھر میرا ادارہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا کبھی کبھار ہلکی پھلکی ڈانٹ ہو جانی چاہیے۔'' وہ نہایت نرم لہجے میں

سمجھا رہا تھا۔

''کبھی کبھار...... ہلکی پھلکی ڈانٹ......؟''
مارے صدمے کے مہدیہ کا برا حال ہوگیا۔

''بھئی تمہیں ذرا زیادہ ہی ڈانٹ پڑ جاتی ہے شاید۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

''ہاں۔ مجھ سے تو آپ کو ذاتی پرخاش جو ہوئی۔'' اس نے چڑ کر کہا۔

''ذاتی پرخاش تو نہیں البتہ ایک ذاتی سی وجہ ضرور ہے۔''

''کیا مطلب......؟'' وہ چونکی۔

''انشاء اللہ جلد ہی سارے مطلب سمجھاؤں گا۔'' وہ مبہم سا مسکرا دیا۔

''میں چلتی ہوں دیر ہو رہی ہے۔'' وہ ایک دم ہی جانے کے لئے کھڑی ہوگئی تو طٰہٰ بھی چائے کا کپ میز پر رکھتا کھڑا ہوگیا۔

☆☆☆

پاپا عموماً پانچ بجے اپنے آفس سے واپسی پر اسے پک کرنے آ جاتے ہیں جب کہ آج تو چھ سے اوپر کا ٹائم ہو رہا تھا۔ ایک ایک کر کے سارا سٹاف چلا گیا وہ کچھ پریشان سی کھڑی تھی۔

''ارے مہدیہ تم گئی نہیں ابھی تک......؟''
ایک ہاتھ میں بریف کیس اور دوسرے میں موبائل تھامے وہ آفس سے نکلا تھا اور اسے اپنی سیٹ پر پریشان صورت بنائے دیکھ کر حیران ہو کر پوچھنے لگا۔

''نہیں سر۔ آج بابا جان نہیں آئے ابھی تک۔'' وہ مزید پریشان ہوگئی۔

''تو اس میں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے کوئی ضروری کام پڑ گیا ہوگا۔ چلو آؤ میں بھی گھر ہی جا رہا ہوں۔''

''تھینک یو سر۔ میں ٹیکسی لے لیتی ہوں۔'' اس نے معذرت کرنی چاہی۔

''ڈونٹ بی فارمل مہدیہ۔ ہم کوئی اجنبی تو نہیں۔'' وہ منتظر کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ ناچار اسے اٹھنا ہی پڑا۔

''منہ کے زاویے تو درست کر لو ایسے لگ رہا ہے جیسے میں تمہیں بھگا کر لے جا رہا ہوں۔'' گاڑی ریورس کر کے پارکنگ سے نکالتے ہوئے وہ اسے کہہ رہا تھا۔

''میرا منہ ہی ایسا ہے۔'' (ہونہہ ڈانٹتے وقت تو کبھی میرا منہ نہیں دیکھا)۔

''نہیں خیر منہ تو ٹھیک ہی ہے خود ہی بگاڑ لو تو اور بات ہے۔'' وہ غالباً اسے چڑا رہا تھا۔

''کیا...... آ...... میں نے اپنا منہ خود بگاڑا ہوا ہے۔'' اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتی گاڑی ایک جھٹکے سے رک گئی۔ ہائیں یہ گھر اتنی جلدی آ گیا۔ اس نے حیرت سے سوچا۔ لیکن اس کی حیرت کی انتہا تو اس وقت نہ رہی جب سامنے اسے آئس بار نظر آیا۔

''میں نے سوچا کیا یاد کرو گی کیسے ہمسفر سے پالا پڑا ہے۔ آج تمہیں آئس کریم ہی کھلا دیتے ہیں۔'' وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا جب کہ مہدیہ کی سوئی لفظ ''ہم سفر'' پر اٹکی ہوئی تھی۔

''کون سا فلیور لوگی......؟'' اس نے کارڈ پر نظریں دوڑاتے ہوئے پوچھا۔

''کوئی سا بھی منگوا لیں۔'' آرڈر دینے کے بعد وہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔

''ایک بات بتاؤں تمہیں ناراض تو نہیں ہو گی؟'' مہدیہ نے حیران نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

''فراز انکل نے مجھے فون کر کے کہا تھا کہ میں ذرا بزی ہوں لہذا آج تم مہدیہ کو ڈراپ کر دینا۔''

''کیا......؟ اور آپ نے مجھے بتایا ہی نہیں۔'' وہ چیخ ہی تو اٹھی۔

''اب بتا تو رہا ہوں اور دیکھو تمہاری آئس کریم پگھل رہی ہے جلدی سے ختم کرو۔'' اس نے ٹوکا تو وہ جلدی جلدی آئس کریم کھانے لگی

اسے صرف گھر جانے کی جلدی تھی۔
''تمہیں پتہ ہے میں تمہیں سب سے زیادہ کیوں ڈانٹتا ہوں......؟'' مہد یہ کے ہاتھوں کو ایک دم بریک لگی تمہارا خفت سے سرخ چہرہ دیکھنے کے لئے۔ قسم سے یار جب میں تمہیں ڈانٹتا ہوں تو تمہارا چہرہ مجھے اتنا پیارا لگتا ہے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں ہر وقت تمہیں ڈانٹتا ہی رہوں۔'' مہد یہ کا دل یکا یک زور سے دھڑ کا اور چہرہ سرخ پڑ گیا اس کے گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ کوئی ایسی بات کرے گا۔ جب کہ وہ کہہ رہا تھا۔
''پتہ نہیں کیا بات ہے کہ پہلے دن سے ہی تم مجھے اپنے اتنے قریب لگیں کہ مجھے لگتا ہی نہیں تھا کہ تم اجنبی ہو میرے لئے۔ میں جتنا تمہارے قریب آنا چاہتا تھا تم اتنا ہی مجھ سے دور بھاگتی تھی پھر اتفاقاً ہی ہم پڑوسی بن گئے۔ مجھے قطعی نہیں پتہ تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر اتنے مہربان ہونے والے ہیں۔ پہلے میرا خیال تھا کہ میں ماما اور پاپا کو تمہاری طرف بھیج دیتا ہوں پھر میں نے سوچا کہ یہ نہ ہو کہ تم منہ پھاڑ کر انکار کر دو لہذا پہلے مجھے خود بات کرنی چاہیے کہو ٹھیک کیا ناں میں نے ......؟'' وہ اس کی طرف جھکا پوچھ رہا تھا اور مہد یہ کا تو یہ حال تھا کہ کاٹو تو لہو نہیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے سارا جسم بے جان ہو گیا ہو اوپر سے کم بخت پسینے نے حشر بگاڑ دیا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ پانی بن کر ادھر ہی بہہ جائے گی اور دل تو گویا پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے قرار تھا چہرہ تو پہلے ہی قندھاری انار کی طرح سرخ ہو رہا تھا اوپر سے طٰہٰ کی پرتپش نظروں کا حصار۔
''ویسے میں نے یہ تو پوچھا ہی نہیں میرے بارے میں تمہارے زریں خیالات کیا ہیں؟'' اس نے بے حد دلچسپی سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تو گڑبڑا گئی دل تو پہلے ہی بے قابو ہو رہا تھا اس وقت اسے سن ساٹھ کی ہیروئنوں کی طرح شرمانا بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا مگر کیا کرتی آج کل کی ہیروئنز کی طرح بے شرم بھی نہیں تھی وہ۔
''مجھے دیر ہو رہی ہے۔'' وہ فوراً کھڑی ہو گئی کہ اور کچھ سوجھ بھی تو نہیں رہا تھا۔ طٰہٰ بھی پے منٹ کر کے اس کے پیچھے آ گیا۔
''خاموشی بھی نیم رضا مندی ہوتی ہے۔'' گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے اس نے شوخ لہجے میں کہا۔
''خوش فہمی ہے آپ کی یا نظروں کا دھوکا۔'' بالآخر وہ بول ہی اٹھی۔
''نظریں دھوکا کھا سکتی ہیں دل تو دھوکا نہیں کھا سکتا ناں۔'' اس کا گھمبیر لہجہ گاڑی میں گونجا تو وہ دھک سے رہ گئی۔
''کیوں ...... یہ کہاں لکھا ہے کہ دل دھوکا نہیں کھا سکتا۔''
''اور یہ کہاں لکھا ہے کہ دل دھوکا کھا سکتا ہے۔'' وہ باقاعدہ بحث پر اتر آیا۔
''مجھے نہیں پتہ لکھا ہوگا کہیں نہ کہیں۔'' اس نے چڑ کر کہا۔
''یا اللہ کس احمق لڑکی سے محبت کر بیٹھا ہوں میں۔'' اس نے نہایت افسردہ سے انداز میں ٹھنڈی آہ بھری۔
''ہاں تو نہ کرتے ''محبت'' میں نے آپ کی منتیں تو نہیں کی تھیں۔'' وہ جل بھن ہی تو گئی۔
''یار تم تو ابھی سے بیویوں والے انداز میں لڑتی ہو بعد میں پتہ نہیں کیا کرو گی۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ مہد یہ بری طرح گڑبڑا گئی۔ باقی تمام راستہ وہ خاموش ہی رہی طٰہٰ اگرچہ بولتا رہا تھا۔ گھر پہنچتے ہی اس نے شکر کا سانس لیا۔ البتہ طٰہٰ کی باتیں اسے بری طرح ڈسٹرب کر گئی تھیں کوئی خوبصورت، خوشگوار سا احساس اسے اپنے حصار میں لے رہا تھا۔

☆☆☆

''ایسا کرو پہلے ایک کپ چائے پلواؤ پھر

پڑھائی شروع کرتے ہیں۔'' ابھی اس نے کتاب کھولی ہی تھی کہ عمر اس کے ہاتھ سے کتاب پکڑ کر ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولا۔

''مجھے نہیں بنانی آتی چائے وائے۔'' اس نے ٹکا سا جواب دیا۔

''اتنی بڑی ہوگئی ہو ابھی تک تمہیں چائے نہیں بنانی آتی......؟''

''تم مجھ سے بڑے ہو یا چھوٹے......؟''

''بڑا ہوں تم سے۔'' خاصا فخریہ لہجہ تھا۔

''تو پھر خود ہی بنالو۔ مجھے کیوں کہتے ہو۔''

''میں مرد ہو کر کچن میں کام کرتا اچھا لگوں گا......؟'' تیوری چڑھا کر پوچھا گیا۔

''بالکل اچھے لگو گے تم نے دیکھا نہیں بڑے بڑے ہوٹلز میں مرد حضرات ہی کک ہوتے ہیں اور ان کے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا نہایت خوشدلی سے کھایا جاتا ہے۔'' گویا معلومات میں اضافہ کیا گیا۔

''میں کسی ہوٹل کا ویٹر یا کک نہیں ہوں۔'' خاصے چبا چبا کر لفظ ادا کیے گئے۔

''نہیں ہو تو میں کیا کروں بن جاؤ۔'' اس نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

''تم دنیا کی واحد عورت ہو جو ایک کپ چائے بنانے پر اتنی بحث کر رہی ہو۔'' وہ جھنجھلا گیا۔

''خبردار جو مجھے عورت کہا ابھی میری عمر ہی کیا ہے۔''

''جی بالکل ابھی تو آپ فیڈر پیتی ہیں۔'' اس نے طنزیہ کہا۔

''عمر کیا ہو رہا ہے۔'' ثانیہ آنٹی جو گھنٹے بھر سے ان کی بحث سن رہی تھی بالآخر بول اٹھیں۔

''میں بنا دیتی ہوں چائے۔''

''نہیں آنٹی آپ رہنے دیں میں بنا دیتی ہوں۔'' ہانیہ جی بھر کے شرمندہ ہوتے ہوئے کھڑی ہوگئی۔ جب کہ ثانیہ آنٹی سوچ رہی تھیں

کہ ہانیہ، مہدیہ سے کتنی مختلف لڑکی ہے وہ نہایت سلجھی ہوئی باوقار سی لڑکی ہے عمر کے ساتھ ایسی لڑکی ہی ہونی چاہیے جو اس جیسے شوخ و شریر لڑکے کو قابو میں رکھ سکے جب کہ یہ ہانیہ تو بالکل ہی آتش فشاں ہے۔ اپنی ہی کسی سوچ پر مسکراتے ہوئے وہ وہاں سے اٹھ گئیں۔

''یہ لو چائے۔ پی مرلو۔'' کپ پٹخنے والے انداز میں اس کے سامنے رکھا گیا وہ بے اختیار مسکرا دیا۔

''اپنے ہاتھ سے پلواؤ تو مرنے کے چانسز بھی بنیں۔''

''کیا......؟ تمہارے سر پہ نہ انڈیل دوں تاکہ کچھ تو ہوش ٹھکانے آئیں۔'' وہ غصے سے بولی۔

''ناراض کیوں ہو رہی ہو۔ چلو موڈ درست کرو تمہیں ایک گڈ نیوز سناتا ہوں۔''

''کون سی گڈ نیوز......؟'' اس نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''میں آفس کے سلسلے میں ایک ہفتے کے لئے دوبئی جا رہا ہوں لہٰذا ایک ہفتے تک تمہاری چھٹیاں، خوب عیش کرنا۔''

''واقعی......؟'' خوشی سے اس کا چہرہ کھل اٹھا۔ یعنی پورا ہفتہ موجیں ہی موجیں۔

''اتنی خوش کیوں ہو رہی ہو میں ساری عمر کے لئے تھوڑی ہی جا رہا ہوں۔'' اسے اتنا خوش دیکھ کر عمر کو غصہ ہی تو آ گیا۔

''ایک ہفتہ ہی سہی اس منحوس انگلش سے تو جان چھوٹے گی۔'' اس نے برا منائے بغیر کہا۔

''مس کرو گی مجھے......؟'' اس کے چہرے پہ نظریں جماتے ہوئے اس نے آہستگی سے پوچھا۔

کچھ تھا ضرور اس کے لہجے میں۔ ایک پل کے لئے وہ ٹھٹھک گئی۔

''میرا دماغ خراب ہے جو میں تمہیں مس

کروں گی۔"

"کیوں جس کا دماغ خراب ہو وہ ہی کسی کو مس کرتا ہے اس لحاظ سے تو میرا دماغ اچھا خاصا خراب ہو جائے گا۔" اس نے پر افسوس لہجے میں کہا۔

"تمہارا دماغ پہلے کون سا صحیح ہے۔" وہ اس کی بات سمجھے بغیر کہنے لگی۔

"تمہارا سدھارنا دنیا کا مشکل ترین کام ہے۔" وہ خاصے افسوس سے کہہ رہا تھا۔

"مجھے شوق بھی نہیں ہے سدھرنے کا۔ میں ایسے بگڑی ہوئی ہی ٹھیک ہوں۔" ادھار رکھنے کا اسے قطعاً شوق نہیں تھا۔

"محبت تو بڑے بڑوں کو سدھار دیتی ہے ہانیہ بی بی۔" وہ صرف سوچ ہی سکا۔

"چائے اگر پینی نہیں تھی تو بنوائی کیوں تھی۔" چائے کا کپ جوں کا توں دیکھ کر اس کا پارہ ہی تو چڑھ گیا۔

"غصے کی جس اسٹیج پر بیٹھ کر تم نے چائے بنائی ہے مجھے معلوم ہے لہذا میں اسے پینے کی غلطی ہرگز نہیں کر سکتا۔"

"بھاڑ میں جاؤ اگر نہیں پینی تو۔" وہ پاؤں پٹختے ہوئے چلی گئی عمر اسے جاتا دیکھ کر پر سوچ انداز میں مسکرا دیا۔

☆☆☆

"طٰہٰ! تمہیں مہدیہ کیسی لگتی ہے؟" اس کے ہاتھ میں تیزی سے چلتا قلم رک گیا۔

"اچھی ہے۔" بمشکل اس کے حلق سے دو لفظ برآمد ہوئے۔ ماما یہ سوال کیوں پوچھ رہی ہیں؟

"میں اور تمہارے پاپا آج فراز صاحب کے گھر جا رہے ہیں مہدیہ کے پرپوزل کے لئے۔" اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ دعائیں اس طرح بھی مستجاب ہوتی ہیں؟

"میرا بھی ارادہ تو نہیں تھا اتنی جلدی جانے کا۔ میرا خیال تھا کہ عمر آ ہی جاتا تو زیادہ اچھا تھا لیکن مہدیہ کے ایک، دو پرپوزلز آئے ہوئے ہیں اور فراز صاحب خاصی سنجیدگی سے ان کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔ میں نے سوچا ایسا نہ ہو کہ مہدیہ ہمارے ہاتھ سے نکل جائے۔"

"اللہ نہ کرے۔" اس کے دل نے فوراً کہا ماما اپنی رو میں کہہ رہی تھیں۔

"مجھے تو وہ بچی بڑی پسند آئی ہے نہایت سلجھی ہوئی لڑکی ہے عمر جیسے اوٹ پٹانگ لڑکے کو بھی سیدھا کر کے رکھ دے گی۔"

"اور مجھے......؟" دل کی خوشی کو چھپاتے ہوئے اس نے شوخی سے پوچھا۔

"تم تو پہلے ہی ماشاءاللہ سلجھے ہوئے ہو۔"

طٰہٰ بے تحاشا خوش ہو رہا تھا آخر ماما نے خود ہی میرے دل کی بات جان لی۔ خدا یوں بھی مہربان ہوتا ہے۔ وہ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کر رہا تھا اس بات سے قطع نظر کہ اس کے ساتھ کیا ہونے جا رہا ہے۔

"میں بھی کہوں کہ ثانیہ آنٹی کے گھر روز روز چکر کیوں لگ رہے ہیں اب سمجھ میں آئی بات۔" بھابھی نے معنی خیزیت سے کہا۔

"کیا مطلب......؟" وہ جو کپ میں چائے انڈیل رہی تھی حیرانی سے بھابھی کی طرف دیکھنے لگی معاذ انکل اور ثانیہ آنٹی آئی تھیں ماما نے اسے چائے بنانے کو کہا تو وہ کچن میں آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد بھابھی بھی اس کے پیچھے آ گئی تھیں ان کی بات کو وہ قطعی نہیں سمجھی تھی۔

"تمہارا رشتہ لے کر آئے ہیں تمہارے سسر صاحب اور ساس صاحبہ۔" انہوں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بھابھی......" اس نے گھور کر انہیں دیکھا البتہ دل بڑے خوشگوار انداز میں دھڑکا تھا۔

"چلو جلدی اندر چائے لے کر پہنچو۔"

''بھابھی آپ لے جائیں پلیز۔'' یکا یک ہی اسے ڈھیروں شرم آنے لگی۔
''کیوں میں کیوں جاؤں، جلدی کرو تم ماما بلا رہی ہیں۔''
''بھابھی پلیز لے جائیں ناں...... میں ابھی آتی ہوں تھوڑی دیر بعد......آپ لے جائیں پلیز۔'' اس کی اتنی لجاجت پر بالآخر وہ مان ہی گئیں اور اسے جلدی آنے کی تاکید کرنا نہیں بھولی تھیں۔
''اف طٰہٰ معاذ......! اتنی بھی کیا جلدی تھی۔'' کافی دیر لگی تھی اسے اپنے دل کو سنبھالنے میں۔ بمشکل تمام شور مچاتی دھڑکنوں کو سنبھال کر وہ ڈرائینگ روم تک آئی۔
''میرا ارادہ تو یہی تھا کہ پہلے طٰہٰ کے لئے لڑکی تلاش کروں پھر عمر کے لئے لیکن......،
دروازے کے ہینڈل پر رکھا اس کا ہاتھ ایک لمحے سیاکت ہوا تھا اندر سے آنٹی ثانیہ کی آواز آرہی تھی، لیکن مہدیہ مجھے اس قدر پسند آئی کہ مجھے اپنا ارادہ بدلنا پڑا عمر جتنا شوخ و شریر اور غیر ذمہ دار لڑکا ہے اس کے لئے ہانیہ ڈیسنٹ اور سوبر لڑکی ہی سوٹ کرتی ہے تاکہ دونوں کا مزاج مین ٹین رہے۔'' اس کے پاؤں کے نیچے سے گویا زمین کھسک گئی تھی میں اور عمر......؟ ابھی تو وہ ڈھنگ سے خوش بھی نہیں ہو پائی تھی کہ تقدیر نے اس پر الٹا وار چلا دیا تھا۔ ثانیہ آنٹی تو اور بھی نجانے کیا کہہ رہی تھیں اس میں مزید سننے کی تاب نہیں تھی وہ الٹے قدموں سے واپس بھاگی تو اپنے کمرے میں جا کر دم لیا۔ اس کے دماغ میں جھکڑ چل رہے تھے۔ ایک ٹرانس کی کیفیت میں اس نے اپنا سیل فون اٹھایا اور طٰہٰ معاذ کا نمبر ڈائل کیا۔
''ہیلو......!'' دوسری جانب اس کی بھاری آواز سنائی دی۔ مہدیہ کے دل سے ایک ٹیس اٹھی۔
''آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا مسٹر طٰہٰ معاذ کہ آپ دوسروں کے جذبات سے کھیلیں۔'' وہ چیخ اٹھی۔
''تمہارے اور میرے جذبات الگ الگ تھوڑی ہیں مہدیہ۔'' وہ اپنی رو میں اس کا لب و لہجہ سمجھ نہ سکا۔
''کس Base پر آپ یہ بات کر رہے ہیں؟'' وہ چیخ گئی۔
''اسی بنیاد پر جس پر میں نے تمہارے ساتھ محبت کی عمارت کھڑی کی ہے۔'' وہ شوخ ہوا۔
''شٹ آپ۔ آپ سمجھتے کیا ہیں خود کو۔ محبت کی عمارت کوئی کھلونا ہے آپ کے لئے۔ جب تک دل چاہا خود اس میں مکین رہے اور جب دل اکتا گیا تو کسی دوسرے کو دان کر دی۔'' اس کا انداز و لہجہ زہر میں بجھا ہوا تھا۔ طٰہٰ بری طرح چونک گیا۔
''یقیناً تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے مہدیہ۔'' اس نے نرمی سے کہا۔
''بہت خوب۔ ابھی مزید کسی غلط فہمی کی گنجائش رہتی ہے آپ کی طرف سے۔'' کیوں مجھے مزید بیوقوف بنانا چاہتے ہیں آپ۔'' اس نے چلا کر کہا۔
''تم کہنا کیا چاہتی ہو؟ کھل کر بات کرو۔'' وہ الجھ گیا۔
''تو پھر سنیں کھل کر۔ اس دن محبت کے بلند و بانگ دعوے تو میرے ساتھ کئے جا رہے تھے اور اب یقیناً کوئی اور حسین چہرہ نظر آ گیا ہو گا جبھی تو مجھے نہایت ادنیٰ سی چیز سمجھتے ہوئے عمر معاذ کی جھولی میں ڈال دیا۔''
''واٹ......؟'' اس کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا بات کچھ کچھ اس کی سمجھ میں آ رہی تھی۔
''لیکن میں اتنی ناسمجھ اور ارزاں ہرگز نہیں ہوں مسٹر طٰہٰ معاذ......آپ......آپ بہت برے ہیں۔ میں کبھی بھی آپ کو معاف نہیں کروں گی۔''

آخر میں اس کی آواز رندھ گئی موبائل آف کر کے اس نے دور اچھالا اور خود بیڈ پر گر کر اپنے آپ کو آنسوؤں کے حوالے کر دیا۔

☆☆☆

''چلو میں شہزادہ سلیم اور تم انار کلی......ٹھیک ......؟''

''دھوبی، درزی سے بے شک کوئی سروکار نہ ہو مجھ سے تو ہے ناں......؟''

''کیوں جس کا دماغ خراب ہو وہی کسی کو مس کرتا ہے اس لحاظ سے تو میرا دماغ اچھا خاصا خراب ہو جائے گا۔'' کڑی سے کڑی مل رہی تھی عمر معاذ کی ذو معنی باتیں اور شوخ نگاہیں۔

بات تو شاید کچھ بھی نہیں تھی پھر بھی جیسے سب سے اہم بات تھی۔ وہ عمر معاذ کا پرپوزل مہدیہ کے لئے سن کر ایک دم چپ سی ہو گئی تھی۔ دل جیسے ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا تھا حالانکہ ان کے درمیان کبھی کوئی ''بات'' نہیں ہوئی تھی اس موضوع پر۔ لیکن شاید غلطی اسی کی تھی جو وہ اس کی عادی ہوتی جا رہی تھی۔ جتنے وثوق سے اس نے عمر سے کہا تھا کہ ''میرا دماغ خراب نہیں ہے جو تمہیں مس کروں۔'' اتنا ہی رہ رہ کر وہ اسے یاد آ رہا تھا۔ لیکن اب کیا فائدہ......؟

کیا لطف انجمن کا جب دل ہی بجھ گیا ہو

ماما نے سوچنے کے لئے تھوڑا وقت مانگا تھا بھابی نے اس سے رائے مانگی تھی اور یہی سب سے مشکل مرحلہ تھا مہدیہ کے لئے۔

''ویسے میرا ذاتی خیال تھا کہ عمر کی بجائے طٰہٰ تمہارے ساتھ زیادہ سوٹ کرے گا پرسنیلٹی اور خیالات دونوں لحاظ سے۔ عمر کے ساتھ تو ہانیہ جیسی لڑکی ہی سوٹ کرے گی تمہاری اور عمر کی سوچ میں بہت فرق ہے جب کہ طٰہٰ ایک سلجھا ہوا اور پختہ سوچ کا حامل شخص ہے۔'' بھابی کی بات پر وہ تڑپ کر رہ گئی۔

''بھابی عمر تو لاابالی سا لڑکا ہے میری مینٹل اپروچ قطعاً اس سے نہیں ملتی۔'' اسے مناسب الفاظ نہیں مل رہے تھے وہ کبھی بھی اس گھر میں نہیں رہ سکتی تھی جہاں طٰہٰ معاذ موجود ہو۔

''بھئی یہ تو سب واجبی سی باتیں ہوتی ہیں آج کل مینٹل اپروچ کو کون دیکھتا ہے۔ پھر لڑکا بھی اچھا ہے ویل آف فیملی سے تعلق رکھتا ہے اور پھر وہ اتنے چاؤ سے تمہارا پرپوزل لے کر آئے ہیں بظاہر تو کوئی خامی نظر نہیں آتی۔'' (یہی تو سب بڑی خامی ہے)

''پھر بھی تم سوچ لو اچھی طرح ہمیں ایسی بھی کوئی جلدی نہیں ہے۔'' بھابی تو کمرے سے جا چکی تھیں جب کہ وہ سخت پریشان تھی اگر ماما نے ہاں کر دی تو......؟ آگے کا سوچ کر ہی اس کا دل بیٹھنے لگتا اور انکار کے لئے اس کے پاس کوئی مناسب جواز بھی تو نہ تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا ہی کر سکتی تھی کہ جو بھی فیصلہ ہے وہ اس کے حق میں بہتر ہو۔

☆☆☆

''واٹ......؟ میری زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ اور آپ لوگوں نے مجھ سے پوچھے بغیر ہی کر لیا۔'' طٰہٰ کی بات سن کر عمر کو گویا کرنٹ لگا تھا۔ وہ آج ہی دوبئی سے واپس آیا تھا سرپرائز دینے کے چکر میں وہ بغیر اطلاع کے ہی آ گیا تھا ماما تو پڑوس میں کسی کی عیادت کے لئے گئی تھیں اور پاپا آفس میں تھے وہ جی بھر کے بدمزہ ہوا اور اس کی حیرت کی انتہا تو اس وقت نہ رہی جب ملازم نے اسے بتایا کہ طٰہٰ گھر پہ موجود ہے کیونکہ وہ کبھی بھی آفس سے چھٹی نہیں کرتا تھا خواہ بیمار ہی کیوں نہ ہو۔ بیگ لاؤنج ہی میں رکھ کے وہ سیدھا اس کے کمرے میں آ گیا۔ نڈھال سا طٰہٰ بے ترتیبی سے بیڈ پر لیٹا تھا۔

''بھائی طبیعت تو ٹھیک ہے آپ کی؟'' وہ

اس پر جھکا پریشان لہجے میں پوچھ رہا تھا۔
''ارے عمر تم کب آئے؟'' وہ ایک دم اٹھ کر بیٹھ گیا۔
''ابھی آیا ہوں میں تو سرپرائز دینے کے چکروں میں تھا لیکن یہاں تو کوئی اور ہی چکر لگ رہا ہے۔'' بڑھی ہوئی شیو، سلوٹ زدہ سوٹ، پریشان چہرہ، اداس آنکھیں، عمر نے بغور اس کا جائزہ لیا۔
''طبیعت تو ٹھیک ہے آپ کی؟ مجھے تو بیمار لگ رہے ہیں۔'' اس نے فکرمندی سے دوبارہ پوچھا۔
''ٹھیک ہوں یار مجھے کیا ہونا چاہیے۔'' اس نے زبردستی لہجے میں بشاشت سمونے کی کوشش کی۔
''شاید آپ بھول رہے ہیں کہ آپ کی آنکھیں آپ کے لہجے کا ساتھ نہیں دے رہیں یا شاید آپ اپنا دکھ مجھ سے شیئر کرنا نہیں چاہتے۔'' اس نے دکھی لہجے میں کہا۔
''نہیں عمر ایسی بات نہیں ہے۔'' وہ تڑپ اٹھا۔
''تو پھر جیسی بھی بات ہے مجھے بتائیں۔'' اس کا محبت بھرا انداز طٰہٰ کے دل کو نرم کر گیا۔ خاموشی کے چند لمحوں بعد وہ گویا ہوا۔
''میں اپنی زندگی میں مگن رہنے والا انسان ہوں میری لائف بڑی پرسکون تھی اس میں ہلچل مہدیہ فراز نے آ کر مچائی۔ پتہ نہیں کب، کیسے وہ میری زندگی میں داخل ہوئی اور زندگی کا سب سے اہم جزو بن کر رہ گئی۔ میں چاہتا تھا کہ جلد از جلد ماما کو انفارم کر دوں تاکہ وہ سیدھے طریقے سے اس کے گھر والوں سے بات کریں، وہ ایک لمحے کے لئے چپ ہوا، اور جن دنوں تم دوبئی میں تھے ماما ایک دن میرے پاس آئی اور مجھے بتایا کہ وہ فراز انکل کی طرف جا رہے ہیں مہدیہ کا پرپوزل لے کر۔ میں اس وقت بے حد خوش ہوا۔ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ ماما خود ہی میرے دل کا حال جان گئی ہیں جب ماما چلی گئیں تو میں بے چینی سے ان کی واپسی کا انتظار کرنے لگا جب مہدیہ نے مجھے فون کیا وہ مجھ سے سخت متنفر تھی اس کا خیال تھا کہ میں نے جان بوجھ کر تمہارا پرپوزل بھیجا ہے مہدیہ کے لئے جب کہ خدا گواہ ہے کہ میرے ذہن میں قطعاً نہیں تھا کہ ماما تمہارا پرپوزل لے کر جا رہی ہیں میں تو یہی سمجھا تھا کہ بڑا میں ہوں لہٰذا وہ میرے لئے ہی جا رہی ہیں۔'' اس کی باتیں سن کر عمر کو جیسے سکتہ ہو گیا۔ پھر ایک دم جیسے ساری بات اس کی سمجھ میں آ گئی۔
''میری زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ اور آپ لوگوں نے مجھ سے پوچھے بغیر ہی کر لیا۔''
''اور تف ہے آپ پر بھی۔ آپ ماما کو بتا نہیں سکتے تھے کہ آپ مہدیہ کو پسند کرتے ہیں۔'' عمر کو طٰہٰ پر بھی غصہ آ رہا تھا جو بالکل ہی ہاتھ پاؤں چھوڑ بیٹھا تھا۔
''میں ماما کا مان نہیں توڑ سکتا تھا۔'' وہ افسردگی سے گویا ہوا۔
''بہت خوب باقی چاہیے سب کے مان ٹوٹ جائیں اور ہانیہ پتہ نہیں کیا سوچ رہی ہو گی۔''
''کیا مطلب......؟ طٰہٰ ایک دم چونکا۔ یعنی کہ تم ہانیہ سے......''
''تو اور کیا۔ میں ایک ہفتے کے لئے غائب کیا ہوا آپ نے سب کچھ چوپٹ کر دیا۔'' وہ نہایت افسوس سے بولا۔
''اینی وے۔ اب آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے خود ہی ماما سے بات کر لوں گا۔'' اسی وقت باہر سے ماما کے بولنے کی آوازیں آنے لگیں غالباً وہ آ چکی تھیں۔

''میری پیاری مام، کیسی ہیں آپ؟'' ان کے اندر آتے ہی وہ ان سے لپٹ گیا۔

''ارے ...... عمر ......تم کب آئے؟ وہ خوشگوار حیرت سے بولیں۔

''ابھی تھوڑی دیر پہلے۔آپ کو سرپرائز دینا تھا ناں۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

''بیٹا جانی اب یہ بچوں والی حرکتیں چھوڑ دو۔'' انہوں نے اس کی پیشانی پر پیار کرتے ہوئے کہا۔

''کیوں اب میں بڑا ہو گیا ہوں......؟'' اس نے آنکھیں پھیلا کر مصنوعی حیرت سے پوچھا۔

''بالکل...... پورے چھ فٹ کے ہو گئے ہو۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولیں۔

''پھر یہ بڑا سا بچہ ایک بات کہے۔ ناراض تو نہیں ہوں گی؟'' وہ فوراً ہی اپنی بات کی طرف آ گیا۔

''بالکل نہیں ہوتی ناراض ......تم کہو۔'' انہوں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''مجھ سے پوچھے بغیر آپ نے میری زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ کیوں کیا؟'' وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

''اس لئے کہ میں نے اور تمہارے پاپا نے اسے تمہارے لئے بہتر سمجھا۔'' انہوں نے رسان سے کہا۔

''اور اگر میں اس رشتے سے انکار کر دوں تو......'' اس کی بات پر ایک لمحے کے لئے ان کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

''ماما پلیز آپ مجھے غلط نہ سمجھیں، وہ چلتا ہوا ان کے قدموں میں بیٹھ گیا اور دونوں ہاتھ ان کے گھٹنوں پر رکھ دیئے۔ مہدیہ اچھی ہے بہت اچھی ہے لیکن میں نے کبھی اسے اس نظر سے نہیں دیکھا اگر کسی لڑکی کو میں نے اپنے لائف پارٹنر کی حیثیت سے دیکھا ہے تو وہ ہانیہ ہے۔'' ثانیہ نے چونک اس کی طرف دیکھا وہ بالکل میرے مزاج کی لڑکی ہے اگر اس میں کچھ برائیاں ہوں بھی تو ہم مل کر اسے دور کر لیں گے۔ وہ دل کی ہرگز بری نہیں ہے اور رہی بات مہدیہ کو بہو بنانے کی تو آپ کے بڑے ہونہار سپوت اس کے لئے دل و جان سے حاضر ہیں۔'' آخر میں اس نے بات کو مزاح کا رنگ دینے کی کوشش کی جب کہ ثانیہ بالکل چپ تھیں ساکت و جامد خاموشی کے یہ لمحات طٰہٰ اور عمر کے لئے بڑے بھاری تھے۔

''اور اگر میں اس سے انکار کر دوں تو......؟'' خاموشی کو چیرتی ان کی آواز سنائی دی۔

''آپ ہمارے والدین ہیں ہم صرف آپ کو مشورہ دے سکتے ہیں آپ کے فیصلے سے انحراف نہیں کر سکتے۔'' طٰہٰ نے نہایت سنجیدگی سے گفتگو میں پہلی مرتبہ حصہ لیتے ہوئے کہا۔ ثانیہ کی آنکھوں میں ڈھیر ساری روشنیاں جگمگا گئی تھیں۔

''سدا خوش رہو میرے بیٹو تم نے میرا مان بڑھا دیا ہے، وہ بولیں انہیں اپنی اولاد کی فرمانبرداری پر فخر تھا۔ بس میں آج شام کو ہی جاؤں گی فراز صاحب کی طرف کہ وہ اپنی بیٹی اور بھتیجی دونوں ہمیں دے ہی دیں۔'' ان کے لہجے میں خوشیوں کی کھنک تھی۔

''یا ہو۔'' عمر نے زور سے نعرہ لگایا اور دوبارہ ان سے لپٹ گیا طٰہٰ کے دل میں بے اختیار ڈھیروں پھول کھل گئے تھے کہ اب آگے کا راستہ نہایت صاف دکھائی دے رہا تھا کیونکہ بد گمانی کے بادل تو یقیناً ماما نے ختم کر کے ہی آنے تھے آخر کو وہ طٰہٰ معاذ کی ماما تھیں۔

☆☆☆

ہر طرف افراتفری کا عالم تھا کسی کا لہنگا گم تھا تو کسی کا جھمکا، کسی کے جوتے نہیں مل رہے تھے اور کسی کی میچنگ چوڑیاں غائب۔

''اے لڑکیو...... بارات آنے والی ہے ذرا جلدی تیار ہو جاؤ اور دلہن کو بھی کوئی پارلر سے لے آئے۔'' کسی بی اماں نے کہا تھا مگر نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے فی الحال سب کو آپا دھاپی پڑی تھی۔ ہر طرف ہڑبونگ مچی ہوئی تھی۔

''یہ کم بخت ہانی پتہ نہیں کہاں مر گئی ہے گھنٹے بھر سے تیار ہو کر بیٹھی ہوں۔'' بیوٹی پارلر میں بیٹی وہ مسلسل بڑبڑا رہی تھی بیوٹیشن اب نہایت مہارت کے ساتھ کسی دوسری دلہن کو تیار کر رہی تھی تبھی اس کے سیل فون کے بپ بج اٹھی۔

''کہاں مر گئی ہو ذلیل۔ گھنٹے بھر سے بیٹھی سوکھ رہی ہوں تمہارا آنے کا ارادہ ہے بھی یا نہیں۔'' وہ چھوٹتے ہی شروع ہو چکی تھی۔

''بڑی بے قراری ہے کہو تو ابھی آ جاؤں۔'' دوسری جانب سے طٰہٰ کی گھمبیر آواز سنائی دی تو وہ شرم سے پانی پانی ہو گئی۔

''س...... سوری...... میں سمجھی ہانی ہے۔'' وہ اٹک اٹک کر بولی۔

''ناراض تو نہیں ہو......؟'' اتنی معصومیت سے پوچھا گیا کہ اس کا سارا غصہ اور ناراضی جھاگ کی طرح بیٹھ گئی۔

''بالکل ہوں میں نے ہرگز نہیں کہا تھا کہ اتنی جلدی جلدی شادی کی ڈیٹ رکھیں اتنی افراتفری میں تیاری کی ہے کچھ پتہ بھی نہیں چلا گیا خریدا ہے کیا نہیں خریدا۔'' وہ کچھ خفگی سے بولی۔

''چھوڑو یاران باتوں کو۔ میں نے کہا کہ اس ...... پہلے کوئی اور رقیب روسیاہ ہمارے درمیان آئے جلد از جلد تمہارے حقوق اپنے نام محفوظ کر لوں۔'' اس نے شوخ لہجے میں کہا۔

''ایک بات پوچھوں آپ سے؟'' اس نے کچھ ڈرتے ڈرتے کہا۔

''تم سو باتیں پوچھو۔''

''آپ بعد میں بھی مجھے ڈانٹا کریں گے؟''

''بعد میں...... کب......؟'' معصومیت سے دریافت کیا گیا۔

''میں نے کوئی کیمسٹری کا پیچیدہ فارمولا تو نہیں پوچھا جو سمجھ میں نہیں آ رہا۔'' وہ چڑ ہی تو گئی طٰہٰ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

''تمہارا خیال ہے کہ مجھے تمہیں ڈانٹنے گا ڈپٹنے کا شوق ہے......؟''

''میرا تو خیال ہے کہ یہ آپ کا محبوب ترین مشغلہ ہے۔'' دل کی بات زبان پر آ ہی گئی۔

''پتہ نہیں کیا بات ہے یار تمہارا سرخ ہوا منہ مجھے بڑا پسند ہے تمہارا وہ روپ مجھے اتنا پیارا لگتا تھا کہ میرا دل چاہتا تھا کہ ہر وقت تمہیں ڈانٹتا ہی رہوں۔''

''اور میرے دل پہ کیا گزرتی تھی اس کا کوئی احساس نہیں۔''

''اسی لئے تو تمہیں دل سمیت اپنے نام لکھوالیا ہے۔'' اس کا شرارتی لہجہ مہدیہ کو سرخ کر گیا۔

''ویسے اگر بور ہو رہی ہو تو میں آ جاؤں دونوں مل کر بور ہوں گے۔''

''جی نہیں کوئی ضرورت نہیں ہے۔'' وہ ایک دم سے گھبرا گئی کیا پتہ وہ آ بھی جاتا۔

''تو پھر جلدی آؤ میں منتظر ہوں۔'' مہدیہ کا دل بڑی زور سے دھڑکا۔

''فٹے منہ تمہارا، نکاح سے پہلے ہی اپنے دولہا سے باتیں بگھاروگی تو روپ کیا خاک آئے گا۔'' ہانیہ نے چیل کی طرح اس سے موبائل جھپٹا۔

''جلدی جلدی گاڑی میں بیٹھو۔'' اس نے حکمیہ انداز میں کہا اور جلدی سے بڑھ کر اس کی چیزیں سمیٹنے لگی مہدیہ اس کو دیر سے آنے پر ڈانٹنے کا سوچتی ہی رہ گئی۔

ان کے گھر پہنچنے سے پہلے ہی بارات آ چکی تھی نکاح کے فوراً بعد اسے اسٹیج پر طٰہٰ کے پہلو میں بٹھا دیا گیا۔ میرون اور گولڈن کلر کے بھاری کامدار لہنگے میں وہ آسمان سے اتری حور لگ رہی تھی۔ طٰہٰ مبہوت سا اسے تکے گیا۔ عمر نے بمشکل کھانس کھانس کر اس کی محویت کو توڑا۔

''دولہا بھائی دودھ۔'' ہانیہ چند لڑکیوں سمیت اسٹیج پر آ گئی۔

''کہیں اس میں کوئی تخریب کاری تو نہیں......؟'' عمر نے مشکوک نظروں سے دودھ والے گلاس کو دیکھا۔

''اطلاعاً عرض ہے کہ یہ دودھ آپ کے گھر سے نہیں آیا۔'' ہانیہ حسب عادت تپ گئی۔

''بات تو ایک ہی ہے ہم اور آپ الگ الگ تھوڑی ہیں۔''

''بائی دا وے آپ کو اتنے خوش کس سلسلے میں ہے۔'' ابرو چڑھا کر پوچھا گیا۔

''دل کے سلسلے میں۔'' کھٹ سے جواب آیا۔ لڑکوں کے چہروں پر دبی دبی مسکراہٹ پھیل گئی۔

''تو سنبھال کر رکھیئے اپنے دل کو۔'' اس نے جل کر کہا۔

''آہ......آہ...... میں نے بڑا سنبھال کر رکھا تھا مگر مخالف پارٹی بڑی جنگجو تھی۔ بالکل لڑاکا طیارہ بلکہ ایف سولہ اور......''

''کیا کہا...... میں جنگجو، لڑاکا طیارہ اور ایف سولہ نظر آتی ہوں تمہیں......؟'' اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ہانیہ چلائی تو سب کا مشترکہ قہقہہ گونج اٹھا۔ جبکہ بات کا احساس ہوتے ہی وہ خفت سے سرخ پڑ گئی۔

''ارے یہ تو آپ نے بتایا ہی نہیں کہ اس دودھ کی قیمت کیا ہے۔'' طٰہٰ نے پوچھا۔

''پچاس ہزار۔'' اس نے اطمینان سے کہا۔

''پپ...... پچاس ہزار......، عمر نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔ یہ دودھ کی قیمت ہے یا بھینس کی......؟''

''چھوڑو تم اسے۔'' اس نے دودھ کا گلاس عمر کے ہاتھ سے پکڑ کر طٰہٰ کو تھما دیا۔

''جلدی ختم کریں اسے۔'' طٰہٰ تذبذب کے عالم میں گلاس ہاتھ میں تھامے بیٹھا تھا۔

''پی لو یار۔ اللہ ہمیں بھی نصیب کرے۔'' عمر نے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے ہانیہ کی طرف دیکھا وہ بری طرح گڑبڑا گئی۔

اسی وقت ثانیہ آنٹی، تائی امی، بھابھی اور فائزہ بیگم (ہانیہ کی ماما) اسٹیج پر آئیں بھابھی نے ہانیہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے مہدیہ کے برابر والی سیٹ پر بٹھا دیا۔ ثانیہ آنٹی نے اس کا بایاں ہاتھ تھام کر اس کی تیسری انگلی میں رنگ ڈالی اور اس کی پیشانی چوم لی۔

''بس۔ اب یہ میرے عمر کی امانت ہے۔'' سب اس قدر اچانک ہوا کہ ہانیہ بوکھلا کر رہ گئی۔

''ماما یہ چیٹنگ ہے رنگ میں نے پہنانی تھی۔'' عمر نے بسورتے ہوئے کہا۔

''اوں......ہوں......تم اب ایک دفعہ ہی ڈالنا۔'' انہوں نے جیسے پچکارا ان کا اشارہ سمجھ کر وہاں موجود تمام نفوس بھی مسکرانے لگے۔

''لیکن میں تمہیں منہ دکھائی میں ہرگز رنگ نہیں دوں گا بلکہ کنگن دوں گا۔'' اس نے ہانیہ کی طرف ذرا سا جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کی۔ تو ہانیہ کا سر گھٹنوں سے جا لگا۔ البتہ اس کے دل میں یہاں سے وہاں ڈھیروں اطمینان پھیل گیا۔ اسے یقین تھا کہ اب ان سب کی زندگی میں آنے والا کوئی لمحہ نہیں بلکہ ہر لمحہ کھلتے گلاب سا ہوگا۔

☆☆☆

digest Novels Lovers group